ذکر سے جن کے خوشبو مہکے

بڑے حضرت امیر شریعت کرناٹک حضرت علامہ ابوالسعود صاحب قدس سرہ

باعظمت، جامع کمالات، صاحب کردار، متبع سنت، خوش نصیب اور صاحب سعادت افراد میں ایک اہم نام حضرت علامہ ابوالسعود صاحب قدس سرہ کا بھی ہے، آپ ان ممتاز اور سرکردہ شخصیات میں سے تھے، جنہوں نے اپنی زریں خدمات اور روشن زندگی سے ہزاروں انسانوں کو متاثر کیا اور ان کے قلوب واذہان میں عقیدت ومحبت کے پھول کھلائے۔ حضرت امیر شریعت قدس سرہ جتنے دن بھی دنیا میں رہے۔ مقبول ومحبوب بن کر رہے۔ ان کی ذات سے بے شمار لوگوں کو علمی اور دینی فائدہ حاصل ہوا اور بڑی تعداد میں لوگ ان کی ذات سے وابستہ ہوکر رشد وہدایت اور نیکی وصلاح کے جذبات سے آراستہ ہوئے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ اور معمولات زندگی کا صحیح نقشہ تو وہی کھینچ سکتا ہے جو آپ کے یہاں حاضر باش رہا ہو۔ راقم نے تو آپ کو تحریروں میں پڑھا ہے یا پھر آپ کے تلامذہ ومحبین کی زندگیوں سے مترشح اثرات سے آپ کو جانا

ہے، جس سے دل و دماغ پر یہ تاثر قائم ہوا کہ آپ اعلیٰ درجہ کے داعی، صاف شفاف کردار اور اجلے کیریکٹر کے حامل، نوع بنوع کمالات وفضائل سے مزین، امت وملت کے درد سے آشنا، صاحب وقار اور صاحب نسبت، اکابر و اسلاف کے پرتو اور یادگار صالحین، اولیاء متقدمین اور بزرگان دین کی صالح روایات واقدار کے حامل، عشق الٰہی اور عشق رسول سے معمور، علم وعمل میں یکتا اور ظاہر و باطن میں یکساں، زہد وتقویٰ، نظم و ضبط، اور تواضع وانکساری میں بے مثال، نیز معاملہ فہمی، خلوص وللہیت اور اصلاح امت کی فکر جیسے اوصاف حسنہ سے متصف ایک بے نظیر شخصیت کے حامل تھے۔ ان تمام اوصاف کے ساتھ آپ کے طرز عمل اور سادہ زندگی سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کا تعلق ان قدسی صفات کی حامل اور برگزیدہ ہستیوں سے ہے جن کے کردار و عمل کے پاکیزہ نقوش گہرے بھی ہوتے ہیں اور دیرپا بھی اور جن کے اندرو باہر کی یکسانیت کے لازوال کردار ایسے افکار ونظریات کو جنم دیتے ہیں جن کی افادیت زمان ومکان کی حدود سے پرے ہوتی ہے، نیز ان کی پوری حیات صدق وصفا سے پر اور ان کی خلوت وجلوت میں جمال محمدی کا عکس جھلکتا صاف نظر آتا ہے۔

آج آپ کی ذاتِ گرامی گو کہ ہمارے درمیان موجود نہیں مگر آپ کی زندگی کے وہ تابندہ و پائندہ نقوش ضرور موجود ہیں، جن پر چل کر انسانیت ایک عرصۂ دراز تک روشنی حاصل کرتی رہے گی، اس لئے ہماری طرف سے آپ کے حضور سب سے بڑا خراج عقیدت یہ ہے کہ ہم آپ کی مبارک و باسعادت زندگی کو مشعل راہ بنائیں اور آپ کے اخلاق عالیہ وصفات حسنہ سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی کوشش کریں۔

علامہ ابوالسعود قدس سرہ کی ولادت پلنچپور ضلع آرکارٹ میں ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ بروز دوشنبہ کو ہوئی۔ آپ کے والد محترم جناب الحاج حافظ عبدالستار صاحب علاقے کے خداترس لوگوں میں سے تھے۔ آپ کے سلسلہ نسب میں آپ کے دادا اور پردادا دونوں حافظ قرآن اور عالم دین تھے۔ موصوف کی مکمل تعلیم مدرسہ باقیات الصالحات ویلور میں ہوئی۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالجبار صاحبؒ، حضرت مولانا شیخ آدم صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحبؒ، حضرت مولانا حسن باشا صاحبؒ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد امانی صاحبؒ، اور دیگر کئی اہل علم شامل ہیں۔

موصوف شروع ہی سے بہت مخلص اور جذبۂ دینی سے سرشار تھے۔ اسی لئے فراغت کے بعد جب حضرت مولانا ضیاء الدین امانی صاحب نے آپ کو ایک سرکاری ملازمت کی پیش کش قبول کرنے کے لئے کہا! تو آپ نے سرکاری ملازمت کے مقابلے میں اسلامیہ ہائی اسکول میل وشارم کی دینیات کی تدریس (جو کہ ایک غیر سرکاری ملازمت تھی) کو قبول کیا اور استاذ محترم سے معذرت فرمالی۔

موصوف اعلیٰ درجہ کے داعی اور مبلغ اسلام تھے۔ میل وشارم کی تدریس کے زمانے میں آپ کا معمول تھا کہ آپ اپنے چند تلامذہ کے ہمراہ شام کے وقت غیر مسلموں کے محلوں میں جاتے اور ان کے سامنے اسلام کے فضائل ومناقب اور عقیدۂ آخرت کے عنوان پر تقریر فرماتے اور پورے سوز اور درد کے ساتھ ان کو اسلام لانے کی

ترغیب دیتے۔ آپ کی اس محنت سے وہاں کئی خاندان اسلام میں داخل ہوئے۔ اسی کے ساتھ آپ نے ان نومسلم حضرات وخواتین کے قیام طعام اور تعلیم وتربیت کے لئے چند اصحاب خیر کی مدد سے ایک ادارہ ''انجمن تبلیغ الاسلام'' کے نام سے قائم فرمایا۔ نومسلم مردوں کی تعلیم وتربیت کے لئے مولانا عبدالحکیم باقوی ''پکم'' کومقرر کیا گیا جب کہ نو مسلم خواتین کی تعلیم وتربیت علامہ قدس سرہ کی والدہ ماجدہ، بہنیں اور اہلیہ محترمہ فرماتی تھیں۔ غیر مسلموں میں دعوت کا کام آپ نے اس قدر اخلاص کے ساتھ انجام دیا کہ انجمن کے اراکین نے جب آپ کی محنت کو دیکھتے ہوئے سو روپے ماہانہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے چاہے تو آپ نے بڑی بے نیازی کے ساتھ یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کردیا کہ ''یہ کام میں اللہ کے لئے کررہا ہوں، ہائی اسکول سے میری تنخواہ جاری ہے جس سے میری ضرورت پوری ہوجاتی۔ اگر اللہ قیامت میں یہ کہہ دے کہ اس محنت کا معاوضہ تم نے دنیا ہی میں لے لیا تھا تو کیا کروں گا؟ لہذا یہ ساری محنتیں اللہ ہی کے لئے رہنے دیں۔ (ماخوذ از مختصر سوانح بڑے حضرت ص ۹)۔

آپ کی مخلصانہ جدوجہد اور مئوثر دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں پانچ سو سے زائد افراد دامنِ اسلام سے وابستہ ہوئے۔

وشارم میں آپ کی دینی خدمات کا سلسلہ سترہ سال تک جاری رہا۔ اس کے بعد آپ بحیثیت مہتمم مدرسہ باقیات الصالحات ویلور تشریف لے آئے۔ اس مدرسہ میں آپ نے آٹھ سال مثالی خدمات انجام دیں۔ اپنی بہترین منتظمانہ اور مدبرانہ

صلاحیتوں سے مدرسہ کو اس طرح پروان چڑھایا کہ مدرسہ مالی، تعمیری اور تعلیمی اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوا، طلبہ کی تعداد ۹۰ رتھی آپ نے ۲۲۵ رتک پہنچائی۔اس درمیان آپ نے اپنی تمام تر انتظامی مشغولیتوں کو باحسن طریق نباہتے ہوئے تدریس کا سلسلہ بھی برابر جاری رکھا۔

۱۳۸۰ھ میں موصوف نے بعض عوارض کی بنیاد پر مدرسہ باقیات الصالحات سے سبکدوشی اختیار فرمائی اور اسی سال شہر گلستان بنگلور میں دارالعلوم سبیل الرشاد قائم فرمایا۔مدرسہ کا آغاز رئیس المبلغین حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کے مبارک دعا سے ہوا۔اور آپ ہی نے مدرسہ کا نام ''سبیل الرشاد'' تجویز فرمایا۔

بانی مدرسہ کا اخلاص اور رئیس المبلغین حضرت جی مولانا یوسف صاحب کاندھلویؒ کی دعاؤں کا ثمرہ اور نتیجہ اس طرح ظاہر ہوا کہ اس مدرسہ نے حیرت ناک طریقے سے بہت جلدی ترقی کی اور چھ سال کی مختصر مدت میں دارالعلوم سبیل الرشاد سے سات علماء کی پہلی جماعت نے سندِ فراغت حاصل کی۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیو بند جب ۱۹۶۲ء میں ''دارالعلوم سبیل الرشاد'' تشریف لائے اور آپ سے یہ عرض کیا گیا کہ حضرت! سبیل الرشاد کا یہ احاطہ کسی زمانے میں چمڑے کا کارخانہ تھا۔اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: ''جہاں کل تک اس میں جانوروں کی کھالیں صاف کی جاتی تھیں آج وہاں سعادت مند انسانوں کی روحوں اور دلوں کو صاف ستھرا بنایا جارہا ہے''۔

حضرت قاری طیب صاحب قدس سرہ کو دارالعلوم سبیل الرشاد سے والہانہ لگاؤ

تھا جب کبھی آپ جنوب ہند کے دورے پر آئے، تو آپ نے سبیل الرشاد کو بطور خاص اپنے پروگرام میں شامل فرمایا۔ حضرت علامہ ابوالسعو د قدس سرہ آپ کو مدعو فرماتے تو آپ بخوشی منظور کرتے ہو کر فرماتے یہ تو اپنا گھرانا ہے۔ اس میں آنے کے لئے دعوت کی کیا ضرورت ہے۔ ہم خود ہی حاضر ہو جائیں گے۔ (ماخوذ از یادوں کی لہریں مقالہ حضرت نیر ربانیؒ)

علامہ ابوالسعود قدس سرہ کا تعلق کاملین کی اس جماعت سے تھا، جن کے یہاں سب سے بڑھ کر اخلاص ہوتا ہے اور اس متاع گراں مایہ کو حاصل کرنے کے لئے وہ سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں، اخلاص کی بنیاد پر وہ معرفت کی اعلیٰ منازل طے کر لیتے ہیں اور مخلوق کے سامنے عام اور سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ موصوف بے شمار کمالات سے متصف تھے مگر کمالات کو مخفی رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں وہ اپنے اسلاف کے مکمل پیرو تھے۔ آپ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ حضرت مولانا محمد سعید باقوی کیرانوی کے خلیفہ ومجاز تھے۔ انہیں کے زیر سایہ آپ نے راہِ سلوک کی تمام منازل کامیابی کے ساتھ طے فرمائیں اور عارفین وکاملین کی صف میں شمولیت فرمائی اسی کا اثر تھا کہ آپ کو اپنے خدا سے اور خدا کے چاہنے والوں اور اس سے منسوب تمام چیزوں سے بے حد لگاؤ تھا۔

آپ کے خوبصورت معمولات میں سے ایک اہم اور قابل تقلید معمول یہ تھا کہ آپ قرآن بہت پڑھتے تھے۔ اپنے فارغ اوقات کا بیشتر حصہ تلاوتِ قرآن میں صرف فرماتے تھے۔ اخیر کے کئی سالوں میں روزانہ دس پارے قرآن پڑھنے کا معمول

تھا۔اسی کے ساتھ نماز تہجد، اشراق، اوابین اور دیگر سنن و مستحباب کا بہت اہتمام فرماتے تھے ۱۴۱۶ھ کی ۷/۸ شوال کی درمیانی شب میں یہ عظمتوں کی امین اور جامع کمالات شخصیت اپنی زندگی بھر کی طویل دینی وعلمی خدمات کا صلہ پانے کی خاطر اللہ کے جوار میں حاضر ہوگئی۔

آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلف الرشید، صاحبزادہ محترم حضرت مفتی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے ادا کرائی۔ایک بڑا مجمع جنازے میں شریک تھا جن میں علماء، قائدین اور عوام سب ہی بڑی تعداد میں شریک تھے۔دارالعلوم سبیل الرشاد کے احاطے میں اسودۂ خواب ہیں۔

ع:

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

